بسم اللہ الرحمن الرحیم

سید احمد شہید

شاہ اسمٰعیل شہید

ترجمہ

مولانا محمد اکرم بی اے۔ ایم اے

اسلامی اکیڈمی

۴۰ اردو بازار لاہور

لگی ہے۔ ہاں حاجتوں کی وہ دعا میں جو با کمال نمازی سے مطلق بے نیاز کی ذات میں حاجت روائی کے منحصر ہونے کے اعتقاد کے باعث عین نماز میں صادر ہوتی ہیں اسی قبیل سے ہیں یعنی نماز کے لیے کمال ہے گو وہ قلیل حاجتیں معاش ہی کے متعلق کیوں نہ ہوں اور اپنی حاجتوں کے بارے میں نفس کے ساتھ مشورے کرنا قبیح وسوسوں اور نماز کے نقصان میں سے ہے اور جو کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز میں سامان لشکر کی تدبیر کیا کرتے تھے سو اس قصہ سے مغرور ہو کر اپنی نماز کو تباہ نہ کرنا چاہیئے۔

• کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ❊ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

حضرت خضر علیہ السلام کے لیے تو کشتی کے توڑنے اور بے گناہ بچے کے مار ڈالنے میں بڑا ثواب تھا اور دوسروں کے لیے نہایت درجہ کا گناہ ہے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ درجہ تھا کہ لشکر کی تیاری آپ کی نماز میں خلل انداز نہ ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کے کامل کرنے والوں میں سے ہو جاتی تھی اس لیے کہ وہ تدبیر اللہ جل شانہ کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی اور جو شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو وہ امر دینی ہو یا دنیاوی بالکل اس کے برخلاف ہے اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے وہ جانتا ہے۔ ہاں بمقتضائے ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور

بھی قیاس سے یہ ہی سمجھ لے کہ پھر بھی بلانا اس اجرت میں چاہتا ہے اور بااعلان ظاہر نہ کیا اور طبیب نے اُسی وقت یہ سمجھ لیا کہ اس اُجرت میں پھر نہیں آؤں گا یہ نذرانہ طبیب کو لینا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ جو کچھ طبیب کو دے چکا ہے وہ بظاہر حال ایک دفعہ کی اجرت ہے ۔

بے حیا ہی عورت کا حمل گرانا

سوال :۔ ایک بے حیا ہی عورت کو حمل رہ گیا اب بوجہ بے عزتی کے خفیہ کرنا اور ساقط کرنا چاہتی ہے ایسی صورت میں علاج اسقاط کرنا اور کرانا گناہ ہوگا یا نہیں ؟

جواب :۔ اگر اس میں جان پڑ گئی ہے تو پھر اسقاط میں سعی کرنا بے شک سخت گناہ اور بحکم قتل ہے ہرگز ایسی دوا درست نہیں ہے ۔

کسی شخص کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اور پاؤں چُومنا

سوال :۔ کسی شخص کی تعظیم کو کھڑا ہو جانا اور پاؤں پکڑنا اور چومنا تعظیماً درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ تعظیم دیندار کو کھڑا ہونا درست ہے اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے اور حدیث سے ثابت ہے ۔ فقط

پیشہ وکالت

سوال :۔ وکیل اور آج کل کے وکیل کہ جو اپنے موکل کی ایمانداری اور سچ ہونے پر کچھ لحاظ نہیں کرتے بلکہ محض اپنا محنتانہ مقدم سمجھتے ہیں چاہے فریقین کی بے ایمانی ہو چاہے فریق ثانی کی حق تلفی ہو جھوٹی گواہی دیں اور دلوائیں صرف اپنے محنتانہ کی غرض سے جیسے کہ آجکل کے وکیل ہیں تو فرمائیے کہ اُن کے یہاں کا کھانا اور اُن سے محبت رکھنا جائز ہے یا نہیں ۔

جواب :۔ اس زمانہ کی وکالت اور محنتانہ حلال نہیں اُن کا کھانا بھی اچھا نہیں مگر تاویل فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کسی مُسلمان کی عزّت بچانے کے لئے جھوٹ بولنا

سوال :۔ اگر کوئی شخص گرفتار ہوتا ہو اور وہ گرفتاری ناحق ہو یا اسکی بے عزتی ہوتی ہو تو اسکو جھوٹ بول کر چھڑا لینا جائز ہے یا نہیں عنداللہ مواخذہ ہوگا یا نہیں ؟

جواب :۔ اس کا بھی یہی جواب ہے اور احیاء العلوم میں ایسے موقع پر کہ قتل مسلم ناحق ہوتا ہو اور بدوں کذب کے نجات نہ ہو تو کذب کو فرض لکھ دیا ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کچہری میں جھُوٹ بولنا

سوال :۔ ایک مقدمہ امر واقعی اور سچا ہے اور قاعدہ قانون انگریزی کے خلاف ہے اس میں اپنے استیفائے حق کے واسطے اگر تھوڑا سا کذب ملایا جاوے تو جائز ہے یا نہیں ۔

جواب :۔ لینا حق کے واسطے کذب درست ہے مگر تاامکان تعریض سے کام لے اگر ناچار ہو تو کذب صریح بولے ورنہ احتراز رکھے ۔ فقط

اپنا حق ثابت کرنے کے لئے جھوٹ کہنا یا کسی سے کہلوانا

سوال :۔ اپنا حق ثابت کرنے کے واسطے خود جھوٹ بولنا یا دوسروں سے جھوٹ بلوانا درست ہے یا نہیں ۔

جواب :۔ اگر راستی سے حق تلف ہوتا ہو تو تعریض سے جھوٹ بول کر لینا حق کرنا مباح ہے مگر صریح کذب سے بچے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

- فتاوی رشیدیہ مکمل مبوب
- سبیل الرشاد
- ہدایۃ الشیعہ
- زبدۃ المناسک
- فیصلۃ الاعلام فی دار الحرب ودار الاسلام
- لطائف رشیدیہ
- ہدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی
- القطوف الدانیۃ فی تحقیق الجماعۃ الثانیۃ
- الحق الصریح فی اثبات التراویح
- فتوی میلاد شریف
- رد الطغیان فی اوقاف القرآن
- تعداد رکعات تراویح
- اوثق العری فی تحقیق الجمعۃ فی القری
- فتوی احتیاط الظہر

سوواں اعتراض...... حضرت منصور رحمہ اللہ کے ''انا الحق'' کہنے کا راز!

وہ ''انا الحق '' خود نہ کہہ رہے تھے، بلکہ اس وقت ان کی وہ حالت تھی جیسے شجرہ موسیٰ سے آواز آئی تھی: ''اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ'' گو آواز شجرہ ہی سے نکل رہی تھی، چنانچہ خود نص میں تصریح ہے:

''نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیِٔ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَۃِ الْمُبٰرَکَۃِ مِنَ الشَّجَرَۃِ اَنْ یّٰمُوْسٰی......'' تو کیا شجرہ خود کہہ رہا تھا: ''اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ ؟'' ہرگز نہیں ورنہ شجرہ کا رب ہونا لازم آئے گا، وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ آواز شجرہ میں سے نہیں نکلی تھی، بعینہٖ صوت حق تھی، کیونکہ حق تعالیٰ صوت سے پاک ہے اور یقیناً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صوت ہی مسموع ہوئی تھی جو سمت خاص اور مکان خاص کے ساتھ مقید تھی، تو اس کو حق تعالیٰ نے ''وادی ایمن اور بقعہ مبارک اور من الشجرہ کے ساتھ مقید کیا ہے ورنہ کلام حق بعینہٖ ہوتا تو ان قیود سے مقید نہ ہوتا، پس ماننا پڑے گا کہ وہ آواز تو شجرہ ہی کی تھی اور اسی میں سے نکلی تھی، مگر وہ حق تعالیٰ کی طرف سے متکلم تھا خود متکلم نہ تھا، جیسے قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے: ''فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ'' کہ جب ہم قرآن پڑھا کریں تو آپ قراءت کا اتباع کیجئے یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی صوت کو سنتے تھے اور خدائے تعالیٰ صوت سے منزہ ہیں، پھر اس قرأنا کا کیا مطلب ہے؟ یہی کہا جاتا ہے کہ یہاں قراءت جبرائیل علیہ السلام کو قراءت حق کہا گیا ہے، وہ بحکم حق قراءت کرتے تھے، ایسے ہی یہاں بھی قول شجرہ کو قول حق کہا جاتا ہے، کیونکہ اس نے جو کچھ کہا تھا بحکم حق کہا تھا، پس یونہی منصور کے ''اَنَا الْحَقُّ'' کو خدا تعالیٰ کا قول کہنا چاہیے، کیونکہ غلبہ حال میں کلام حق ان کی زبان سے نکلا تھا، وہ بھی متکلم بحکم حق تھے، خود متکلم نہ تھے۔

ایک بزرگ کا واقعہ

چنانچہ ایک بزرگ کے واقعہ سے اس کی تائید ہوتی ہے وہ یہ کہ ایک بزرگ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ منصور نے بھی اپنے کو خدا کہا تھا اور فرعون نے بھی وہ تو مقبول ہو گئے اور یہ مردود ہو گیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ جواب ارشاد ہوا کہ منصور نے اپنے کو مٹا کر ''انا الحق '' کہا تھا اور فرعون نے ہم کو مٹا کر ''انا ربکم الاعلیٰ'' کہا تھا اس کا یہی مطلب ہے کہ منصور نے جو کچھ کہا تھا خود نہ کہا تھا

اسلام پر اعتراضات و شبہات پر عقلی و نقلی جامع اور
دلچسپ جوابات علما و عوام کے لیے یکساں مفید

مکتبہ عمر فاروق
شاہ فیصل کالونی ○ کراچی

جو بچ گیا تھا دعوٰی کیا کہ یہ میرا ہے، یہ مقدمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچا) سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ: "(جب گواہ نہیں تو دونوں برابر ہیں) چھری لاؤ میں چیر کر دونوں میں تقسیم کردوں" (یہ سن کر) چھوٹی تڑپ گئی اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے ایسا نہ کیجئے (میں نے چھوڑا) یہ اسی کا ہے (اسی کو دے دیجئے) پس آپ نے چھوٹی ہی کو دے دیا۔ (ان کے قواعد شریعت اسی کو مقتضی ہوں گے)

ف: بعض بزرگوں کی بعض مواقع ضروریات پر عادت ہوتی ہے کہ طالب کی ارادت واعتقاد کا طریق پر امتحان کرتے ہیں کہ کوئی قول یا کوئی فعل ایسا کرتے ہیں جس کا ظاہر خلاف باطن کے ہوتا ہے، یعنی واقعہ میں وہ شریعت کے موافق ہوتا ہے اور ظاہر میں خلاف ہوتا ہے، جیسا کہ شیخ صادق گنگوہی نے ایک طالب کے سامنے کہہ دیا **لا الٰہ الا اللہ صادق رسول اللہ** مقصود تو یہ تھا کہ رسول اللہ صادق فی النبوۃ ہیں، بکون الخبر مقدماً والمبتدأ مؤخراً اور ظاہر میں شبہ ہوتا ہے کہ یہ خود مدعی رسالت ہیں، اگر طالب کم سمجھ ہوا تو بھاگ جاتا ہے، اور اگر سمجھدار ہوا تو اس کو احتمال امتحان کا ہوتا ہے اور وہ دوسرے اقوال وافعال کو بھی دیکھتا ہے، اگر علامات سے کمال ثابت ہوتا ایسے امور کی اجمالاً یا تفصیلاً تاویل کرکے طلب میں ثابت رہتا ہے، یہ حدیث اس عادت کا ماخذ ہوسکتی ہے کہ باطن میں مقصود چیرنا نہ تھا مگر غیر والدہ کے امتحان کے واسطے ایسا ارادہ موحشہ ظاہر فرمادیا۔

۱۷۴- عادت، عدم اباء عن التنعم بلا اہتمام

(بغیر اہتمام کے حاصل ہونیوالے سامان تنعم کے قبول کرنے سے انکار نہ کرنا چاہئے)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "بینما ایوب یغتسل عریانا خر علیہ رجل جراد من ذھب فجعل یحثی فی ثوبہ فناداہ ربہ: یا ایوب! الم اکن اغنیتک عما تریٰ؟ قال: بلیٰ یا رب، ولکن لاغنیٰ لی عن برکتک". (اخرجہ البخاری والنسائی[1])

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[1] بخاری: أحادیث الأنبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وأیوب اذ نادی ربہ أنی مسنی الضر وأنت أرحم الراحمین﴾، رقم: ۳۳۹۱، نسائی: الغسل والتیمم، الاستتار عند الغسل رقم: ۴۰۹.

مجموعہ رسائل

اَلتَّقَی فِیْ اَحْکَامِ الرُّقٰی

اَوْرَادِ رَحْمَانِی

اَلْفُتُوْح فِیْمَا یَتَعَلَّقُ بِالرُّوْح

حَقِیْقَةُ الطَّرِیْقَةِ مِنَ السُّنَّةِ الْاَنِیْقَةِ

تَائِیْدُ الْحَقِیْقَةِ بِالْاٰیَاتِ الْعَتِیْقَةِ

عِرْفَانِ حَافِظ

اَلنُّکَتُ الدَّقِیْقَةِ مِمَّا یَتَعَلَّقُ بِالْحَقِیْقَةِ

ایسے نایاب رسائل کا مجموعہ جو کبھی مرتب
جدید ترتیب و تخریج
کے ساتھ

تصوف کے سیکڑوں دقیق مسائل کا قرآن وحدیث سے استنباط

تحقیق و تخریج احادیث

حضرت مولانا محمد عفان منصورپوری مدظلہ

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

ہاتھ اس کو بیچ دینا درست ہے یا نہیں جبکہ وہ مردار کھانے کے عادی ہیں۔ یا آب کاری والوں کے ہاتھ بیچ لینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اگر شہد سیال ہے تو سب ناپاک ہوگیا پانی ڈال کر جوش دینا اور اس کا جلا دینا بعض کے نزدیک مطہر ہے اس طرح طاہر کر کے کفار کے ہاتھ فروخت کر دیا جاوے اور نجس کا فروخت کرنا بھی درست نہیں۔ ۶ رشعبان ۱۳۳۳ھ (تتمۂ ثالثہ ص ۵۹)

کتے نے دانتوں سے کپڑا اپھاڑ دیا تو وہ پاک ہے یا ناپاک

سوال (۱۲۰) زید کے گھر میں کتے ہیں حفاظت کے لئے جو کپڑا چار پائی کے نیچے لٹکتا ہے کتے اس کو نوچ ڈالتے ہیں ایک روز صبح زید نے مسجد میں جماعت کی نماز پڑھائی۔ چادر اوڑھ کر بعد نماز معلوم ہوا کہ چادر نوچی ہوئی ہے جس سے قیاس کیا کہ کتوں نے رات میں نوچی ہے چادر میں کتوں کا لعاب ضرور لگا ہوگا کتوں کو نوچتے ہوئے دیکھا نہیں۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ نماز زید کی اور مقتدیوں کی ہوگئی یا لوٹائی جائے۔

الجواب۔ یہ تو ذرا بعید ہے کہ کپڑا کسی اور سبب سے پھٹ گیا ہو اور یہ بھی بعید ہے کہ لعاب نہ لگا ہو مگر یہ بعید نہیں کہ کہ لعاب قدر درہم سے کم لگا ہو خصوص جب کپڑا تھوڑی دور میں سے نچا ہوا ہو اور قدر قلیل مانع صلوٰۃ نہیں اور جب تک کثیر کی کوئی دلیل نہ ہو قلیل ہی پر محمول کیا جاوے گا اس لئے نماز درست ہو جاوے گی۔ ۱۶؍ ذی قعدہ ۱۳۳۳ھ (تتمۂ ثالثہ ص ۱۰۰)

چوہا جس کو ذبح نہ کیا ہو اس کی چربی ناپاک ہے

سوال (۱۲۱) میرے پیر میں چوہے کی چربی ملنے کو لوگ بتاتے ہیں تو کیا یہ نجس ہے نماز ایسی حالت میں درست ہے یا نہیں۔

الجواب۔ **فی اصلاح الطب عن العالمگیریۃ الجلد الاول فصل مایجوزبه التوضی ماطهر جلده بالدباغ طهر جلده بالزكوة وكذلك جميع اجزائه يطهر بالذكوة سوى الدم اه۔**

اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ اگر چوہا بلا ذبح اور کسی طریقہ سے مرجاوے تو اس کی چربی نجس رہے گی اور اس سے نماز درست نہ ہوگی البتہ اگر ضرورت شدید ہو ایسے وقت استعمال کرے کہ نماز کے وقت دھو سکے۔ ۳؍ محرم ۱۳۳۴ھ (تتمۂ رابعہ ص ۱۰)

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

بہ ترتیبِ جدید

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ دار العلوم کراچی مفتی اعظم پاکستان

مکتبہ دار العلوم کراچی

قدس سرہٗ سے افضل ہین اور دوسرا حضرت غوث پاک کو شیخ پر فضیلت دیتا تھا مینے کہا کہ ہمکو نہ چاہیے کہ بزرگون کی ایک دوسرے پر فضیلت بیان کرین اگرچہ اللہ فرماتا ہے فَضَّلْنَا بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ لیکن ہم دیدہ بصارت نہین رکھتے اسواسطے مناسب شان ہمارے نہین ہے کہ ایسی جرأت کرین البتہ مرشد کو تمامی اوسکے معاصرین پر فضیلت دینا مضائقہ نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ باپ کی محبت چچا سے زیادہ ہوتی ہے اور اسمین آدمی معذور ہے۔ اوسنے دلیل پیش کی کہ حسب وقت حضرت غوث پاک نے قدمی علٰی رقاب اولیاء اللہ فرمایا تو حضرت معین الدین نے فرمایا بل علٰی عینی۔ یہ ثبوت افضلیت حضرت غوث کا ہے مین نے کہا کہ اس سے تو فضیلت حضرت معین الدین صاحب کی حضرت غوث پر ثابت ہوتی ہے نہ برخلاف اوسکے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غوث اوسوقت مرتبۂ الوہیت مین تھے اور حضرت شیخ مرتبۂ عبدیت مین۔ فرمایا کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے باعتبار مراتب مردمان کے تین معنی ہین۔ لَا مَعْبُوْدَ۔ لَا مَطْلُوْبَ۔ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللہُ اور یہ سب مراتب سے اعلٰی ہے۔ فرمایا کہ

قال اللہ تعالیٰ

ان اولیاؤہ الا المتقون

بعون عنایت حضرت رب العزت مجموعہ ملفوظات عارف معارف حقیقت

سالک مسالک شریعت و طریقت مولانا الحاج الحافظ شاہ محمد امداد اللہ صاحب

جامع کمالات ... فیض علی البریۃ ...

شمائم امدادیہ

و مسمیٰ بہ

نفحات مکیہ

من آثار امدادیہ ستہ ...

صاحب المجالس والمواہب جناب حاجی محمد مرتضیٰ خان صاحب ...

باہتمام محمد نثار حسین نثار مالک ... پریس پیام یار بماہ ذوالقعدہ ۱۳۱۲

در قومی پریس لکھنؤ مطبوع شد

سنہ ۱۳۱۲ ہجری

کفر مظہر ایمان ہے وبرعکس اسکے اگر کفر مخلوق نہوتا کوئی ایمان کو کیونکر جانتا۔ فرمایا سیر تین طرح پر ہے۔ سیر الی اللہ وَفی اللہ ومِنَ اللہ۔ فرمایا کہ ایمان رجا اور خوف مین ہے ہم لوگ رجا پر بھروسہ اور غرور کر رہے ہین اور خوف کو بھول بیٹھے ہین۔ فرمایا۔ عاشق دو طرح پر ہے۔ عاشق ذاتی و عاشق صفاتی۔ اور مرتبہ عاشق ذاتی کا عاشق صفاتی سے زیادہ ہے کیونکہ عاشق ذاتی پر جو کچھ وارد ہوتا ہے اوسکو ذات الٰہی سے جانتا ہے پس اس وجہ سے رضا و تسلیم مین مرتبہ عالی پاتا ہے۔ ایکدن حضرت غوث الاعظمؓ سات اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ نظرِ بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت و توجہ باطنی سے اوسکو غرق ہونے سے بچا لیا وہ ساتون آدمی کہ عاشق ذات اور مرتبہ رضا و تسلیم مین ثابت قدم تھے اس امر حضرت غوث کو خلاف خیال کرکے آپ سے ناخوش ہوے اور اپنی مجلس سے علیحدہ کر دیا۔ ایکدن دیکھا کہ سات دھنگے ہڈیون کے مُسلّم رکھے ہین دریافت ہوا کہ ایک درندے نے خدا سے دُعا مانگی کہ مجکو اپنے دوستون کا گوشت کھِلا وہ ساتون

نہیں معلوم ہوسکی۔ البتہ خود اس ناکارہ کے ذہن میں خواب ہی میں یا جاگتے وقت دو خوابوں کے درمیان میں اس لئے کہ اسی وقت دوبارہ بھی اسی قسم کا خواب دیکھا تھا یہ خیال آیا کہ اس کا مصداق مولانا جامی نور اللہ مرقدہٗ کی وہ مشہور نعت ہے جو یوسف زلیخا کے شروع میں ہے۔ جب اس ناکارہ کی عمر تقریباً دس گیارہ سال کی تھی، گنگوہ میں اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کتاب پڑھی تھی اسی وقت ان کی زبانی اس کے متعلق ایک قصہ بھی سنا تھا اور وہ قصہ ہی خواب میں اس کی طرف ذہن کے منتقل ہونے کا داعیہ بنا قصہ یہ سُنا تھا کہ مولانا جامی نوّر اللہ مرقدہٗ واعلی اللہ مراتبہٗ یہ نعت کہنے کے بعد جب ایک مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو ان کا ارادہ یہ تھا کہ روضۂ اقدس کے پاس کھڑے ہوکر اس نظم کو پڑھیں گے۔ جب حج کے بعد مدینہ منوّرہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو امیرِ مکّہ نے خواب میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ان کو یہ ارشاد فرمایا کہ اس کو (جامی کو) مدینہ نہ آنے دیں۔ امیرِ مکّہ نے ممانعت کر دی۔ مگر ان پر جذب وشوق اس قدر غالب تھا کہ یہ چھپ کر مدینہ منوّرہ کی طرف چل دیئے۔ امیرِ مکّہ نے دوبارہ خواب دیکھا حضورؐ نے فرمایا وہ آرہا ہے اس کو یہاں نہ آنے دو۔ امیر نے آدمی دوڑائے اور ان کو راستہ سے پکڑوا کر بلایا اُن پر سختی کی اور جیل خانہ میں ڈال دیا۔ اس پر امیر کو تیسری مرتبہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضورؐ نے ارشاد فرمایا یہ کوئی مجرم نہیں بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو یہاں آکر میری قبر پر کھڑے ہوکر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے، اگر ایسا ہُوا تو قبر سے مصافحہ کے لئے ہاتھ نکلے گا جس میں فتنہ ہوگا۔ اس پر ان کو جیل سے نکالا گیا اور بہت اعزاز و اکرام کیا گیا۔

اس قصہ کے سننے میں یا یاد میں تو اس ناکارہ کو تردّد نہیں لیکن اس وقت اپنے ضعفِ بینائی اور امراض کی وجہ سے مراجعتِ کتب سے معذوری

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اے ایمان والو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
پر درود اور خوب سلام بھیجو

مؤلفہ

رأس المحدثین حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

جس میں
درود شریف کے فضائل اور نہ پڑھنے پر وعیدیں اور خاص خاص درودوں کے فضائل اور آداب و مسائل اور روضۂ اقدس پر صلوٰة وسلام پڑھنے کا طریقہ اور درود شریف کے متعلق پچاس قصے ذکر کئے گئے ہیں۔

مدینہ پبلشنگ کمپنی
مشہور محل۔ میکلوڈ روڈ۔ کراچی
(مشہور آفسٹ پریس کراچی)

تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افرادِ مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افرادِ خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی، افرادِ مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبتِ خاتمیت ہے، معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر شاذ بمعنی مخالف روایت ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ حسب مزعوم منکرانِ اثر اس اثر میں کوئی علتِ غامضہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام بیہقی کا اس اثر کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علتِ غامضہ خفیہ قادحہ فی الصحۃ نہیں۔ دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی تب یہی تھی، اگر اور کوئی آیۃ یا حدیث ایسی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہوتا، تو کہہ سکتے تھے کہ وجہِ شذوذ یہ ہے۔ مگر آج تک نہ کسی نے ایسی آیت و حدیث سُنی نہ مدعیوں نے پیش کی۔ علیٰ ہذا القیاس مضمونِ علتِ قادحہ کو خیال فرمائیے آج تک سوائے مخالفت مضمون مذکور کسی نے کوئی وجہ قادح فی الاثر المذکور پیش نہیں کی اور فقط احتمال بے دلیل اس باب میں کافی نہیں ورنہ بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی اس حساب سے شاذ و معلل ہو جاویں گی۔ اور نیز یہ بھی واضح ہو گیا ہو گا کہ یہ تاویل کہ یہ اثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے یا انبیاء الارضین ماتحت سے مبلغِ ان احکام مراد ہیں، ہرگز قابلِ التفات نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ باعث تاویلات مذکورہ فقط یہی مخالفت خاتمیت تھی۔ جب مخالفت ہی نہیں تو ایسی تاویلیں کیوں کیجئے جن کو مدلول معنی مطابقی سے کچھ علاقہ ہی نہیں۔

دلیل کے ساتھ بڑوں کی رائے سے اختلاف جائز ہے

باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانئے قرآن کی تفسیر نعوذ باللہ

تَحذِیرُ النّاس

مِن اِنکارِ اَثرِ اِبنِ عَبّاس رضی اللہ عنہ

تالیف

حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نور اللہ مرقدہ
بانی دار العلوم دیوبند (م ۱۲۹۷ھ)

مقدمہ
علامہ ڈاکٹر خالد محمود ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

حاشیہ
مولانا حافظ عزیز الرحمٰن ایم اے ایل ایل بی

توضیح بعض عبارات
حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم

ادارہ العزیز
نزد جامع مسجد صدیقیہ، گلہ برف خانہ، سیالکوٹ روڈ، کھوکھر کی۔ گوجرانوالہ

ارواح شہدا پرندوں کی شکلیں اختیار نہیں کرتیں بلکہ پرندوں کے پیٹوں میں اس طرح سواری کرتی ہیں جیسے انسان ہوائی جہاز وغیرہ پر سواری کرتا ہے جیسا کہ حدیث مسلم ج ۲ ص ۱۳۵ میں ارواحھم فی جوف طیر کے الفاظ اس کی واضح دلیل ہیں۔

پھر اہل سنت والجماعت جہاں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ شہدا کی ارواح عرش الٰہی کے نیچے قندیلوں کے اندر سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹوں میں موجود ہیں اور جنت کی سیاحت وطعام سے لطف اندوز ہوتی ہیں، وہاں ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ ان ارواح کا تعلق شہدا کے ابدان سے بھی قائم رہتا ہے جس سے ان کو حیات جسمانی حاصل ہوتی ہے چنانچہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں کہ:

> ”جمہور علا کا مسلک یہ ہے کہ شہدا کی حیات جسمانی ہے اس لیے کہ موت اور قتل کا تعلق جسم سے ہے اور یہی ظاہر آیت کا مفہوم ہے۔“........(معارف القرآن ج ۱، ص ۲۴۹)

یعنی ارواح شہدا جس مقام پر بھی ہوں، ان کا تعلق اجساد شہدا سے بدستور قائم رہتا ہے

﴿ بائیسواں مغالطہ ﴾

حضرت گنگوہیؒ............شیخ الاسلام!

بندیالوی صاحب نے اپنے پمفلٹ میں حیات وسماع انبیاء علیہم السلام کے قائلین کو خوف خدا سے عاری، عباد البطن، قبر پرستوں سے متاثر، ہٹ دھرم، ڈھیٹ، اور قرآن وحدیث سے تہی دامن وغیرہ القابات سے نوازا ہے لیکن قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو شیخ الاسلام تسلیم کرتے ہیں حالانکہ حضرت گنگوہیؒ حیات النبی ﷺ کے بارے میں اپنے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

> ”دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ فقہا نے بعد سلام کے وقت زیارت قبر پاک کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے پس یہ جواز کے واسطے کافی دلیل ہے۔“...(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱، ص ۱۰۰)

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون
(شفاء السقام ص ۱۳۲ بحوالہ تسکین الصدور)
علمائے دیوبند کا
عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور
مولانا عطاء اللہ بندیالوی
تحقیق وتالیف
مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی
چیئرمین حق چار یار اکیڈمی گجرات
ناشر
حق چار یار اکیڈمی
مدرسہ حیات النبی، گجرات
0433-521644

کو مسجد کے اندر جس جگہ نماز پڑھی جاتی ہے داخل ہونے کی اجازت ہے یا نہیں۔ اور مشرک لوگ ناپاک ہیں اس وجہ سے ہم ان کو مسجد کے اندر داخل ہونے سے منع کرتے ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ ظاہر میں نجاست نہ ہو تو داخل ہونا جائز ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ جب مشرکوں کے ناپاک ہونے کا ثبوت ہے تو ان کی ظاہر و باطن نجاست میں کیا فرق ہے۔ اور اگر مشرکوں کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اور جو صاحبان مسجد کے اندر مشرکوں کو داخل ہونے کی اجازت دیتے ہیں ان کو کیا ثواب ملتا ہے اور میرے منع کرنے سے کیا مجھ کو عذاب حاصل ہوتا ہے اور ہندو مسلمانوں کو اپنے مندروں اور بت خانوں میں جانے سے منع کرتے ہیں اس خیال سے اگر ہم بھی منع کریں تو کیا مضائقہ ہے۔ اور ان کے پیر ننگے ہونے کی وجہ سے گرد و غبار میں آلودہ ہوتے ہیں اگر ان سے پیر دھونے کے واسطے کہا جاوے تو کیا حرج ہے۔ پیر میلے ہونے کی وجہ سے داخل ہونا ناگوار گزرتا ہے۔ جواب شافی سے مطلع فرمایئے؟

الجواب۔ فی الدر المختار احکام المسجد قبیل باب الوتر والنوافل ما نصه وادخال نجاسة فیه وعلیه فلا یجوز الاستصباح بدهن نجس فیه ولا تطیینه بنجس ولا البول والفصد فیه ولو فی اناء ویحرم ادخال صبیان ومجانین حیث غلب تنجیسهم والا فیکره اهـ فی رد المحتار تحت قوله وادخال نجاسة فیه عن الفتاوی الهندیة لایدخل المسجد من علی بدنه نجاسة اهـ۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مشرکوں کے ابدان یا بواطن کے نجس وغیر نجس ہونے کی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ جب مسلمان بچوں کا جب کہ غالب احوال میں ان کا بدن نجس ہوتا ہے مسجد میں داخل کرنا حرام ہے تو بالغین کفار جہاں علاوہ نجاست غالبہ کے دوسرے موانع بھی ادخال مسجد کے مجتمع ہیں ان کو مسجد میں داخل ہونے کی کیسے اجازت دی جاوے گی اور نجاست کا ان پر غالب ہونا ظاہر ہے خصوص پاخانہ کے بعد ازالہ نجاست کا اہتمام نہ ہونا ان کا یقینی ہے اور دوسرے موانع میں سے بڑا مانع یہ ہے کہ وہ مندروں میں مسلمانوں کو نہیں جانے دیتے تو غیرت اسلامی ضرور مانع ہونا چاہئے۔

۱۰ رصفر ۱۳۵۳ھ (النور ص: ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ)

حکم مسجد ساختن در جائیکہ بعد ایک مدت ویراں شود

سوال (۸۳۱) آستانہ شہر سے ۴ میل فاصلہ پر ہے اور ہر چہار طرف ایک ایک میل تک کو آبادی کسی طرح کی نہیں ہے میرے ساتھ چند خادم رہتے ہیں نماز باجماعت ہوتی ہے آستانہ میں ایک جگہ نماز کے لئے مخصوص رہتی ہے جو موسم کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے اسی طرح رمضان المبارک میں تراویح کا انتظام ہے کبھی شہر سے زیادہ آدمی آجاتے ہیں تو مجبوراً میدان میں جماعت ہوتی ہے۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

بترتیبِ جدید

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ دارالعلوم کراچی و مفتی اعظم پاکستان

مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴

نہیں کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کے مسلک کو چھوڑ دے کیونکہ یہ تو پہلے ہی معلوم تھا کہ امام شافعیؒ کی بھی کوئی نہ کوئی دلیل ضرور ہوگی، لیکن ظاہر ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اس دلیل کو کسی اور دلیل کی بنیاد پر چھوڑا ہے جو اُن کے نزدیک زیادہ مضبوط اور قوی تھی، اس لئے ان کے مسلک کو حدیث کے خلاف نہیں کہا جا سکتا، اور جس درجے کے مقلد کی بات ہو رہی ہے اس کے اندر چونکہ دلائل کا مقابلہ کرنے کی اہلیت نہیں ہے اس لئے وہ یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کس کی دلیل قوی ہے؟ چنانچہ اس کا کام صرف تقلید ہے، اور اگر اسے کوئی حدیث اپنے امام کے مسلک کے خلاف نظر آئے تب بھی اُسے اپنے امام کا مسلک نہیں چھوڑنا چاہئے، بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ حدیث کا صحیح مفہوم یا اس کا صحیح محل میں سمجھ نہیں سکا،

اس کی مثال بالکل یوں سمجھئے کہ دنیا میں آج جب بھی کسی شخص کو قانون کے بارے میں کوئی بات معلوم کرنی ہوتی ہے، تو وہ کسی ماہر قانون کی طرف رجوع کرتا ہے قانون کی کتابیں براہِ راست دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا، اب اگر بالفرض وہ کسی ایسے ماہر قانون کے پاس جاتا ہے جس کی علمی مہارت اور تجربہ مسلّم ہو اور جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ یہ مجھے دھوکا نہیں دے سکتا، اور وہ ماہر قانون کسی قانونی نکتے کی وضاحت کرتا ہے، تو اس کا فرض یہ ہے کہ اس کی بات پر اعتماد کرکے اس پر عمل کرے، پھر اگر بالفرض اسے اتفاقاً قانون کی کوئی کتاب ہاتھ لگ جاتی ہے، اور اس کا کوئی جملہ اُسے بظاہر اُس ماہر قانون کی بتائی ہوئی بات کے خلاف محسوس ہوتا ہو تب بھی اس کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ ماہر قانون کی بات کو رَد کر دے، بلکہ اس کو عمل اسی ماہر قانون کی بات پر کرنا ہوگا، اور کتاب کے بارے میں یہ سمجھنا ہوگا کہ اس کا صحیح مطلب کچھ اور ہے، جو میں نہیں سمجھ سکا، وجہ یہ ہے کہ قانون کی کتابوں سے کوئی نتیجہ نکالنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے، بلکہ اس کے لئے اُس فن کی مہارت اور وسیع تجربہ درکار ہے، یہ بات اس سے کہیں زیادہ صحت کے ساتھ قرآن و سنت پر صادق آتی ہے، کہ ان سے مسائل شرعیہ کا استنباط ان علوم کی زبردست مہارت

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

مکتبہ دارالعلوم کراچی

دینی خدمت کا قابلِ تقلید نمونہ

سنہ خوب یاد نہیں، غالباً ۱۹۳۰ء تھا، حکیم الامت تھانویؒ کی محفل خصوصی میں نماز چاشت کے وقت حاضری کی سعادت حاصل تھی ذکر مرزائے قادیانی اور ان کی جماعت کا تھا اور ظاہر ہے کہ ذکر "ذکرِ خیر" نہ تھا حاضرین میں سے ایک صاحب بڑے جوش سے بولے "حضرت ان لوگوں کا دین بھی کوئی دین ہے، نہ خدا کو مانیں نہ رسول کو" حضرت نے معاً لہجہ بدل کر ارشاد فرمایا کہ "یہ زیادتی ہے، توحید میں ہمارا ان کا کوئی اختلاف نہیں، اختلاف رسالت میں ہے اور اس کے بھی صرف ایک باب میں یعنی عقیدۂ ختمِ رسالت میں بات کو بات کی جگہ پر رکھنا چاہیئے۔ جو شخص ایک جرم کا مجرم ہے یہ تو ضرور نہیں کہ دوسرے جرائم کا بھی ہو"۔ ارشاد نے آنکھیں کھول دیں اور صاف نظر آنے لگا کہ:-

یا ایھا الذین آمنو لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلو ھو اقرب للتقوی۔

اے مسلمانو! کسی گروہ کی مخالفت تم کو اس پر نہ آمادہ کر دے کہ تم بے انصافی پر اتر آؤ۔ انصاف پر قائم رہو، کہ یہی قرینِ تقویٰ ہے۔ کے حکم پر عمل کے کیا معنی ہیں۔ یہ موضوع اسی ایک بار نہیں، بار بار مختلف صحبتوں میں چھڑا۔ مولاناؒ نے جب جب تنقید فرمائی علمی اور بلند ہی رنگ میں فرمائی۔ فلاں آیت قرآنی کی کیسی لچر سی تاویل کی ہے۔ بخاری کی فلاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

(اور جو کوئی سچی بات لایا اور جس نے اس کو سچ جانا وہی ہیں متقی)

از: علامہ عبدالماجد دریابادی (مرحوم)

مرتبہ: حکیم ہلال اکبرآبادی

نفیس اکیڈمی

اسٹریچن روڈ ۔ کراچی ۱

لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے
ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ
بدعت شمار کرتے ہیں انہی افعال خبیثہ و اقوال واہیہ کی وجہ سے اہل عرب کو ان سے نفرت بیشمار
ہے بعد بریلوی اور ان کے اتباع نے جب ان بزرگواران دین کو وہابیت کی طرف منسوب کیا تو ان لوگوں
نے یہ خیال کیا کہ یہ حضرات بھی وہابیہ کے پورے موافق ہیں مگر حقیقت الحال سے ان کو اطلاع ہی نہیں
ورنہ وہ لوگ بھی پوری طرح عقائد میں ان بزرگوروں کے موافق ہیں۔

وہابیہ کثرت صلوٰۃ وسلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأت دلائل الخیرات و قصیدۂ
بردہ و قصیدۂ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و ورد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ
جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدۂ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مثلاً ؎

یا اشرف الخلق مالی من الوذ بہ	سواک عند حلول الحادث العمم
اے افضل مخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں	بجز تیرے بوقت نزول حوادث

حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اپنے متعلقین کو دلائل الخیرات وغیرہ کی سند دیتے رہے ہیں اور ان کو
کثرت درود و سلام و تحزیب و قرأت دلائل وغیرہ کا امر فرماتے رہے ہیں ہزاروں کو مولانا گنگوہی و
نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما نے اجازت عطا فرمائی اور مدتوں خود بھی پڑھتے رہے ہیں اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ
مثل شعر بردہ فرماتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا	نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے . . . . تو کون پوچھے گا	بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار

حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب مرحوم و مغفور دیوبندی نے فہم عوام کے واسطے قصیدۂ بردہ کی اردو میں شرح
لکھی اور اس کو باعث سعادت خیال فرمایا۔ غرض ہمیشہ یہ جملہ اکابران سب کی قرأت وغیرہ کی اجازت دیتے رہے
وہابیہ تمباکو کھانے اور اس کے پینے کو حقہ میں ہو یا سگار میں یا چرٹ میں اور اس کے ناس لینے کو حرام اور
کبائر میں سے شمار کرتے ہیں ان جہلاء کے نزدیک معاذ اللہ زنا اور سرقہ کرنیوالا اس قدر ملامت نہیں
جس قدر تمباکو استعمال کرنیوالا ملامت کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجے کے فجار و فساق سے وہ نفرت نہیں کرتے
جو تمباکو کے استعمال کرنیوالے سے کرتے ہیں۔ ان حضرات کا خیال دیکھئے تو یہ جملہ بزرگان دین تمباکو کے
استعمال پر سوائے کراہت تنزیہی و خلاف اولیٰ دوسرا کوئی حکم نہیں فرماتے ہیں اور بعض بعض حضرات
بضرورت خود استعمال فرماتے ہیں۔ چنانچہ متعدد فتاویٰ اور تصانیف میں یہ امر شائع ہو چکا ہے۔

سید حسین احمد مدنی

مع

غایۃ المامول تحریر تنقیح الوصول فی تحقیق علم الرسول

تحریر حسب الشیطان بحسب خلاف ایمان

ترتیب و تقدیم

حضرت مولانا قاری عبد الرشید

دار الکتاب

درخواست کرنے میں بھی کیا تامل تھا۔

چوں طمع خواہد زمن سلطان دیں　　　　خاک برفرق قناعت بعد ازیں

رہا یہ کہ کونسا قرینہ تھا کہ اس سے امر کا فوری ہونا ثابت ہوتا سو مفوض الی رای المامور ہے نظیر اس کی یہ ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح مکہ خواب میں دکھلائی گئی مگر حضورؐ نے بیدار ہوتے ہی تیاری نہیں کر دی بلکہ تہیہ غیبی کا انتظار کیا چنانچہ خود اس کے سامان پیدا ہوئے ہاں ممثل اور ممثل لہ میں اتنا فرق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب اخبار تھا اور یہ امر لیکن امر فوری ہونے کی کوئی دلیل نہیں اس میں یہ مصلحت ہو سکتی ہے کہ تفویض الی اللہ بھی حاصل ہو اور جو ہونے والا ہو وہ ہوتا ہے۔ ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لھا ترجمہ : جو رحمت حق تعالیٰ لوگوں کے لئے جاری فرماویں اس کا کوئی روکنے والا نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی کی شکل میں نظر آنا ممکن ہے:

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں کسی دوسری صورت میں بوجہ کسی تعلق خاص کے نظر آنا ممکن اور واقع ہے۔ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس کے سامنے حضرت مولانا کلید مثنوی ہاتھ میں لئے پڑھ رہے ہیں اور قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑھ کر بتاتے ہیں کہ تم پڑھو اس نے غایت ادب سے سکوت کیا تو حضرت مولانا نے کلید مثنوی اس کے ہاتھ میں دی اور فرمایا لو پڑھو۔ یکا یک معلوم ہوا کہ حضرت مولانا نہیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس خادم نے یہ خواب حضرت مولانا سے عرض کیا تو نہایت خوش ہوئے اور فرمایا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے اور یہ علاوہ اور باتوں کے ان شاء اللہ کلید مثنوی کی مقبولیت کی دلیل ہے۔

مقبولیت کے آثار پر غرہ نہ ہونا چاہئے:

کسی عمل میں مقبولیت کے آثار پیدا ہو جانے سے غرہ نہ ہونا چاہئے کہ اسکے متعلق حدود شرعیہ محفوظ نہ رہیں جیسا کہ حضرت والا نے کیا کہ غیب سے امامت عطا ہونے پر بھی چند شرطیں لگا دیں کسی نعمت کا اعطاء فعل حق سبحانہ تعالیٰ ہے اور فعل عبد یہی ہے کہ عبودیت کو نہ

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
ملفوظات
حکیم الامت
ادارہ تالیفات اشرفیہ
(061-4540513-4519240)

میں نے کہا رات سے دن نکالتا ہے دن سے رات نکالتا ہے ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا پھر تو کس طرح پہچانتا ہے اس نے کہا کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کرسکتا اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ تیرا درود کیا چیز ہے۔ اس نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا منہ کالا ہوگیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے اس سے۔ میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا، اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اٹھایا کرے تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھا کر (نزہتہ) ۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

(۴۷) صاحب احیاء نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ایک کھجور کا تنہ جس پر سہارا لگا کر آپ منبر بننے سے پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے پھر جب منبر بن گیا اور آپ اس پر تشریف لے گئے تو وہ کھجور کا تنہ آپ کے فراق سے رونے لگا یہاں تک کہ آپ نے اپنا دستِ مبارک اس پر رکھا جس سے اس کو سکون ہوا (یہ حدیث کا مشہور

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اے ایمان والو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
پر درود اور خوب سلام بھیجو

مؤلفہ

رأس المحدثین حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

جس میں
درود شریف کے فضائل اور نہ پڑھنے پر وعیدیں اور خاص خاص درودوں کے فضائل اور آداب و مسائل اور روضۂ اقدس پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا طریقہ اور درود شریف کے متعلق پچاس قصے ذکر کئے گئے ہیں۔

مدینہ پبلشنگ کمپنی
مشہور محل۔ میکلوڈ روڈ کراچی
(مشہور آفسٹ پریس کراچی)

اس حدیث پر یہ اشکال نہ کیا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک فرشتہ ہے جو قبرِ اطہر پر متعین ہے جو ساری دنیا کے صلوٰۃ و سلام حضورؐ تک پہنچاتا رہے۔ اور اس سے پہلی حدیث میں آیا تھا کہ اللہ کے بہت سے فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں جو حضورؐ تک اُمّت کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ جو فرشتہ قبرِ اطہر پر متعین ہے اس کا کام صرف یہی ہے کہ حضورؐ تک اُمّت کا سلام پہنچاتا رہے۔ اور یہ فرشتے جو سیاحین ہیں یہ ذکر کے حلقوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں درود ملتا ہے اس کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ اور یہ عام مشاہدہ ہے کہ کسی بڑے کی خدمت میں اگر کوئی پیام بھیجا جاتا ہے اور مجمع میں اس کو ذکر کیا جاتا ہے تو ہر شخص اس میں فخر اور تقرب سمجھتا ہے کہ وہ پیام پہنچائے۔ اپنے اکابر اور بزرگوں کے یہاں یہ منظر بارہا دیکھنے کی نوبت آئی پھر سید الکونین فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بارگاہ کا تو پوچھنا ہی کیا۔ اس لئے جتنے بھی فرشتے پہنچائیں برمحل ہے۔

(۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ۔

حضرت ابوہریرہؓ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میرے اوپر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوٰۃ وبسط السخاوی فی تخریجہ)۔

ف علامہ سخاوی نے قول بدیع میں متعدد روایات سے یہ مضمون نقل کیا ہے کہ جو شخص دور سے درود بھیجے فرشتہ اس پر متعین ہے کہ حضورؐ تک پہنچائے۔ اور جو شخص قریب سے پڑھتا ہے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خود سنتے ہیں۔ جو شخص دور سے درود بھیجے اس کے متعلق تو پہلی روایات میں تفصیل سے گزر ہی چکا کہ فرشتے اس پر متعین ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شخص درود بھیجے اس کو حضورؐ تک پہنچا دیں۔ اس حدیث پاک میں دوسرا مضمون کہ جو قبرِ اطہر کے قریب درود پڑھے اس کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس خود سنتے ہیں۔ بہت ہی

فضائلِ درودِ شریف

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب
نور اللہ مرقدہ

دار الاشاعت
اردو بازار، کراچی۔ فون ۲۶۳۱۸۶۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی در بارہ قول ابن عباس جو در منثور وغیرہ میں ہے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدم و نوحا کنوح ابراہیم کابراھیم و عیسیٰ کعیسیٰ و نبی کنبیکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے۔ اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں۔ اور ہر طبقے میں مخلوق خدا ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے۔ مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلعم کے ثابت نہیں۔ اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے۔ کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلعم کے ہیں اس لیے کہ اولاد آدم جس کا ذکر ولقد کرمنا بنی آدم میں ہے۔ اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقہ کے آدم کی اولاد ہے۔ بالاجماع اور ہمارے حضرت صلعم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلا شبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے۔ پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں۔ آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا۔ میرا اصرار اس تحریر پر نہیں پس علماء شرع سے استفتاء یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو محتمل ہیں یا نہیں۔ اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت و جماعت سے ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خاتم النبیین و سید المرسلین و آلہ واصحابہ اجمعین۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنے خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء

سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں ؎ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لیے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعویٰ کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ اور جملہ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ میں کیا تناسب تھا۔ جو ایک دوسرے پر عطف کیا اور ایک مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقعے تھے۔ بلکہ بنا خاتمیت اور بات پر ہے۔ جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے۔ اور افضلیت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے موصوف بالعرض کا وصف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور استعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجیے زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف

؎ اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرنے میں ۔

لوگ اس کے برعکس خیال رکھتے ہیں"۔

پھر مولانا گنگوہی کی خصوصیتوں کو نقل فرماتے ہوئے اپنا احساس سیدنا الامام الکبیر کے متعلق یہ ظاہر فرمایا ہے کہ

"مولانا محمد قاسم صاحب میں شان ولایت کا رنگ غالب تھا، اور مولانا گنگوہی میں شان نبوت کا" (ص ۱۲۷ ہادی ماہ جمادی الثانی ۵۷ھ)

ظاہر ہے کہ "شان ولایت" خود ایک مجمل بات ہوئی، غالباً اسی لئے اس کی تشریح ایک موقعہ پر بایں الفاظ فرمائی گئی ہے، کہ

"مولانا محمد قاسم صاحب[1] مغلوب الحال و مغلوب الاخلاق تھے، اپنے شاگردوں کو مخدوم و مکرم لکھتے تھے"

---

[1] ہو سکتا ہے کہ اشخاص کے ساتھ حضرت والا کے اس ملاطفت آمیز طرز عمل کی وجہ تربیت ہو، ظاہر ہو کہ تربیت و تعلیم میں زمین آسمان کا فرق ہے تعلیم سب کے لئے یکساں ہوتی ہے لیکن تربیت میں اشخاص کے مزاج اور طبیعت کی رعایت سے تدبیر کی جاتی ہے تعلیم کا مقصد علم پہنچا دینا ہے اور تربیت کا مقصد پہونچائے ہوئے علم پر عمل کرانا ہے جیسے تعلیم طب کا حاصل تو فن کے اصول و مسائل مستفید کے ذہن میں ڈال دینا ہے اور طب کا حاصل ان اصول و مسائل کے تحت علاج کرنا ہے سو اس میں ہر مریض کے مزاج کی رعایت علیٰحدہ علیٰحدہ لازمی ہوتی ہے ایک ہی مرض کے چند مریضوں کے نسخے الگ الگ ہوتے ہیں کہ ان کے مزاج الگ الگ ہوتے ہیں۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ سے ایک دیہاتی بیعت ہوا جسے افیون کی عادت تھی حضرت نے فرمایا کہ روزانہ کی مقدار سے آدھی مقدار کھا لیا کرو اور پھر چند دن کے بعد اس آدھی میں سے آدھی کر دیا ظاہر ہے کہ مسئلہ کی رو سے تو افیون کی پوری اور آدھی سب ہی مقداریں حرام تھیں لیکن یہ تعلیم نہ تھی تربیت تھی جس میں چند دن ایک فعل حرام کا تحمل کیا گیا تاکہ آئندہ ہمیشہ کے لئے عادۃ بد رفتہ رفتہ چھوٹ جائے، اگر ابتدا ہی میں اکدم اسے روک دیا جاتا تو یا بیمار پڑ جاتا یا اکتا کر اس تعلیم سے بیزار ہو جاتا اور ہمیشہ افیونی رہتا، اسی طرح حضرت نانوتوی رحمہ اللہ بہت سے مریضان نفوس سے اولاً موانست کے ذریعہ ان کے قلوب میں قبول کی استعداد پیدا فرماتے تھے اور جب وہ اک حد تک پیدا ہو جاتی تو آخر میں انھیں اپنے رنگ میں رنگ لیتے چنانچہ جہاں جہاں بھی حضرت والا کی یہ مسامحت واقع ہوئی ہے وہیں آخری نتیجہ مستفید کی اصلاح نکلی ہے۔ اندریں صورت مغلوبیت حال یا مغلوبیت اخلاق پر ان واقعات کو محمول کرنے کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ انھیں حکمت تربیت کے ماتحت سمجھنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام تو مغلوب الحال کسی حال بھی نہیں ہوتے لیکن شخصی تربیتوں میں ان کے طریق عمل میں بھی اس قسم کی مسامحتوں اور ملاطفتوں کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کفار قریش حاضر

(بقیہ صفحہ آئندہ)

سوانح قاسمی

یعنی

سیرت شمس الاسلام

سیدنا الامام الکبیر حضرت [illegible] محمد قاسم النانوتوی قدس سرہ

حصہ اوّل

رئیس القلم حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ رحمانیہ
اقرا سنٹر، غزنی سٹریٹ
اردو بازار، لاہور

پاک لوگوں کے کام کو اپنے پر قیاس نکرنا چاہیئے اگرچہ لکھنے مین شیر اور سیر کی صورت ایک ہی معلوم ہو خضر علیہ السلام کو کشتی توڑنے اور بچہ بیگناہ کے مارنے مین ثواب عظیم تھا اور دوسرون کو گناہ برا جناب فاروق کو وہ مرتبہ تھا کہ طیاری لشکر کی نماز کے اندر خلل نہین ہوتی تھی بلکہ وہ بھی نماز کی کمالات مین سے گنی جاتی تھی کیونکہ اوس تدبیر کا الہام بھی خدا کی طرف سے آپ کے دل مین ہوتا تھا بخلاف اوس شخص کے کہ کسی دنیاوی یا دینی کام کی تدبیر مین خود متوجہ ہووے جسپر وہ مقام کھلتا ہی سو جانتا ہی ہان اس آیت کے مضمون کے موافق یعنی ❁ ظُلُمَاتٌ بعضہا فوق بعض ❁ اندھیریان ہیٔن بعض اوسکی بعض پر ❁ زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی کے ساتھ مجامعت کا خیال بہتر ہی اور اپنے مرشد کے طرف یا کسی دوسرے بزرگوار کے طرف گو کہ جناب رسالتمآب ہی ہون ہمت اور ارادے کو مصروف کرنا نہایت مرتبے مین برا ہی اپنے گاوٗخر کی صورت مین ڈوبنے سے کیونکہ خیال مرشد کا تعظیم اور اجلال کے ساتھ

اللہ علیہ وسلم المرء مع من احب اولئك قوم لا یشقی جلیسہم بحمد اللہ تعالیٰ وحسن انعامہ نحن ومشائخنا قد دخلوا فی بیعتہم واشتغلوا باشغالہم وتصدوا للارشاد والتلقین والحمد للہ علیٰ ذلك واما الاستفادة من روحانیۃ المشائخ الاجلۃ ووصول الفیوض الباطنیۃ من صدورہم او قبورہم فیصح علی الطریقۃ المعروفۃ فی اہلہا وخواصہا لا بما ہو شائع فی العوام؛

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشتغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں والحمد للہ علیٰ ذلک۔ اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بیشک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

السوال الثانی عشر

بارھواں سوال

قد كان محمد بن عبد الوہاب النجدی یستحل دماء المسلمین واموالہم واعراضہم وكان ینسب الناس كلہم الی الشرك ویسب السلف فكیف ترون ذلك وہل تجوزون تكفیر السلف والمسلمین واہل القبلۃ ام كیف مشربكم؟

محمد بن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا، اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو، یا کیا مشرب ہے؟

المهند علی المفند

یعنی

عقائد علماء اہل سنت دیوبند رحمہم اللہ

تالیف

فخر المحدثین حضرۃ مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز

المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

از

حضرۃ مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی مدظلہم

مع

تصدیقات قدیمہ و جدیدہ

ادارہ اسلامیات ○ ۱۹۰- انارکلی لاہور